قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 03 اگست 2021ء | 23 ذوالحج 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:182

ارشاد باری تعالیٰ

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِکۡمَۃَ اَنِ اشۡکُرۡ لِلّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ ﴿۱۳﴾

(لقمان: 13)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی (یہ کہتے ہوئے) کہ اللہ کا شکر ادا کرے تو وہ محض اپنے نفس کی بھلائی کے لئے ہی شکر ادا کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو یقیناً اللہ غنی ہے (اور) بہت صاحب تعریف ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کے بندوں کا بھی شکریہ ادا کرو

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنۡ لَّمۡ یَشۡکُرِ الۡقَلِیۡلَ لَمۡ یَشۡکُرِ الۡکَثِیۡرَ وَمَنۡ لَّمۡ یَشۡکُرِ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرِ اللّٰہَ

ترجمہ: جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر نہیں کرتا۔ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(مسند احمد بن حنبل۔کتاب اول مسند الکوفیین حدیث النعمان بن بشیر حدیث 18449)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

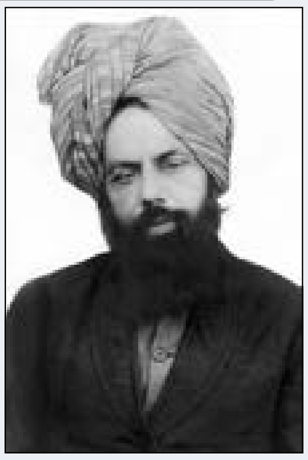

میری آنکھ نے تجھ سا کوئی محسن نہیں دیکھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی حمدیہ قصیدہ کے چند اشعار کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے:

’’اے وہ ذات جس نے اپنی نعمتوں سے اپنی مخلوق کا احاطہ کیا ہوا ہے ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تعریف کی طاقت نہیں ہے۔ مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر کر، اے میری پناہ! اے حزن وکرب کو دور فرمانے والے! میں تو مر جاؤں گا لیکن میری محبت نہیں مرے گی۔ (قبر کی) مٹی میں بھی تیرے ذکر کے ساتھ ہی میری آواز جانی جائے گی۔ میری آنکھ نے تجھ سا کوئی محسن نہیں دیکھا۔ اے احسانات میں وسعت پیدا کرنے والے اور اے نعمتوں والے! جب میں نے تیرے لطف کا کمال اور بخششیں دیکھیں تو مصیبت دور ہوگئی اور (اب) میں اپنی مصیبت کو محسوس ہی نہیں کرتا۔‘‘

(منن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 169)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی عربی تصنیف کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد نمبر 7 صفحہ 107 تا 108 میں فرماتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:

’’حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو کسی صاحب اقتدار شریف ہستی کے اچھے کاموں پر اس کی تعظیم وتکریم کے ارادہ سے زبان سے کی جائے۔ اور کامل ترین حمد ربّ جلیل سے مخصوص ہے۔ اور ہر قسم کی حمد کا مرجع خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ ہمارا وہ ربّ ہے جو گمراہوں کو ہدایت دینے والا اور ذلیل لوگوں کو عزت بخشنے والا ہے۔ اور وہ محمودوں کا محمود ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک لفظ شکر، حمد سے اس پہلو میں فرق رکھتا ہے کہ وہ ایسی صفات سے مختص ہے کہ جو دوسروں کو فائدہ پہنچانے والی ہوں اور لفظ مدح لفظ حمد سے اس بات میں مختلف ہے کہ مدح کا اطلاق غیر اختیاری خوبیوں پر بھی ہوتا ہے۔ اور یہ امر فصیح وبلیغ علماء اور ماہر ادباء سے مخفی نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو حمد سے شروع کیا ہے نہ کہ شکر اور مدح سے۔ کیونکہ لفظ حمد ان دونوں الفاظ کے مفہوم پر پوری طرح حاوی ہے۔ اور وہ ان کا قائمقام ہوتا ہے مگر اس میں اصلاح، آرائش اور زیبائش کا مفہوم ان سے زائد ہے۔ چونکہ کفار بلاوجہ اپنے بتوں کی حمد کیا کرتے تھے اور وہ ان کی مدح کے لئے حمد کا لفظ اختیار کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ وہ معبود تمام عطایا اور انعامات کے سرچشمہ ہیں اور سخیوں میں سے ہیں۔ اسی طرح ان کے مُردوں کی ماتم کرنے والیوں کی طرف سے مفاخرشاری کے وقت بلکہ میدانوں میں بھی اور ضیافتوں کے مواقع پر بھی اسی طرح حمد کی جاتی تھی جس طرح اس رزاق متولی اور ضامن اللہ تعالیٰ کی حمد کی جانی چاہئے۔‘‘

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 107 تا 108 بحوالہ اردو ترجمہ از الاسلام ویب سائٹ خطبہ جمعہ یکم اگست 2003ء)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَ مَنۡ یَّشۡکُرۡ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ۔(لقمان: 13) اور جو بھی شکر کرتا ہے، اُس کے شکر کا فائدہ اُسی کی جان کو پہنچتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سب قسم کے شکروں سے بے نیاز ہے۔

پس ایک احمدی اس قسم کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

پھر شکر گزاری کے بھی کئی طریقے ہیں۔ اُن طریقوں کو ہمیشہ روزانہ اپنی زندگی میں تلاش کرتا رہے۔ ایک احمدی جو ہے، حقیقی مومن جو ہے وہ شکر گزاری کے ان طریقوں کو تلاش کرتا ہے تو پھر دل میں بھی شکر گزاری کرتا ہے۔ پھر شکر گزاری زبان سے شکریہ ادا کر کے بھی کی جاتی ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے یا کسی دوسرے کی شکر گزاری بھی کرتا ہے تو زبان سے شکر گزاری ہے۔ اور پھر اپنے عمل اور حرکت وسکون سے بھی شکر گزاری کی جاتی ہے۔ گویا جب انسان شکر گزاری کرنا چاہے تو اُس کے تمام اعضاء بھی اس شکر گزاری کا اظہار کرتے ہیں یا انسان کے تمام جسم پر اُس شکر گزاری کا اظہار ہونا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ جب بندوں کا شکر کرتا ہے، یہاں شکر گزاری کا جو لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے، تو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری، انسان پر انعامات اور احسانات ہیں۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری جب انسان کرتا ہے تو ان باتوں کا اُسے خیال رکھنا چاہئے کہ انتہائی عاجزی دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا جائے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ سے پیار کا اظہار کرنا اور اُس کے پیار کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کو علم میں لانا۔ ہر فضل جو انسان پر ہوتا ہے اُس کو یہ سمجھنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ علم ہونا چاہئے کہ ہر نعمت جو مجھے ملی ہے وہ اللہ کے فضلوں کی وجہ سے ملی ہے۔ یہ احساس پیدا ہونا چاہئے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری ہے۔ پھر اُس کے انعامات اور احسانات کا منہ سے

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- عیسیٰ کو چرخ پہ نہ بٹھاتے تو خوب تھا (منظوم)
- کتاب، تعلیم کی تیاری
- سائنس آف چانس اور خدا
- حاصل مطالعہ

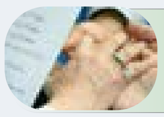

دربارِ خلافت

اللہ تعالیٰ بعض اوقات مومن متقی کی کوشش کو زیادہ پھل لگاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بہر حال یہاں یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے لئے اپنا جو قانونِ قدرت ہے وہ ایک رکھتا ہے۔ لیکن یہاں مَیں اس بات کی بھی وضاحت کر دوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا جلوہ دکھانے کے لئے ایک ہی قسم کے حالات میں بعض دفعہ، بعض اوقات مومن متقی کی کوشش کو زیادہ پھل لگاتا ہے۔ مثلاً زمیندارہ میں بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی فصل دعاؤں کی وجہ سے زیادہ پیداوار دے جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سندھ میں زمینیں آباد کیں تو نگرانی کے لئے شروع شروع میں بعض بزرگوں کو بھی بھیجا۔ اُن میں ایک حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری تھے۔ ایک دفعہ پہلے بھی مَیں بیان کر چکا ہوں کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورہ پر تشریف لے گئے۔ کپاس کی فصل دیکھ رہے تھے تو انہوں نے حضرت مولوی صاحب سے پوچھا، یہ صحابی بھی تھے کہ کیا اندازہ ہے، اس میں سے کتنی فصل نکل آئے گی۔ انہوں نے اپنا جو اندازہ بتایا وہ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب وغیرہ جو ساتھ تھے، اُن کے خیال میں یہ غلط تھا۔ تو وہ یا غالباً دردصاحب دونوں باتیں کرنے لگے کہ حضرت مولوی صاحب کچھ زیادہ اندازہ بتا رہے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے اُن کی باتیں سُن لیں۔ انہوں نے کہا کہ میاں صاحب! جو اندازہ مَیں بتا رہا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ کم از کم اتنا ضرور نکلے گا کیونکہ میں نے ان کھیتوں کے چاروں کونوں پر نفل ادا کئے ہوئے ہیں۔ مجھے اس بات پر یقین ہے کہ میرے نفل اس پیداوار کو بڑھائیں گے۔ چنانچہ اُتنی پیداوار نکلی۔

(ماخوذ از سیرت احمد از حضرت قدرت اللہ صاحب سنوریؓ صفحہ 2 مطبوعہ 1962ء)

تو اللہ تعالیٰ ایک ہی طرح کے موسمی حالات میں، ایک ہی طرح کے فصلوں میں جو ان پُٹس (Inputs) ڈالے جاتے ہیں، جو کھاد، بیج وغیرہ چیزیں ڈالی جاتی ہیں، اُن کے باوجود دعاؤں کے طفیل اپنے ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور پیداوار میں اضافہ کرتا ہے۔

دنیا کے معاملات میں بھی ایک متقی کو اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت مل جاتا ہے۔ لیکن اس مادّی دنیا کے علاوہ خدا تعالیٰ پر یقین رکھنے والے، اُس پر کامل ایمان رکھنے والے شخص کی ایک روحانی دنیا بھی ہے جس کے فائدے، جس کی لذات دنیا والوں کو نظر نہیں آتیں اور نہ آ سکتی ہیں۔ ان لوگوں کی سوچ بہت بلند ہوتی ہے جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ وہ اس دنیا سے آگے جا کر بھی سوچتے ہیں۔ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر کامل ایمان اور یقین ہوتا ہے۔ جب دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو قبولیت کے نشان دیکھتے ہیں۔ اس زمانے میں خدا تعالیٰ سے سچا تعلق جوڑنے کے یہ طریق اور اسلوب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھائے۔ بہت سے احمدی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے سچے تعلق کی وجہ سے خواب، رؤیا، کشف وغیرہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ اُنہیں بتاتا ہے کہ اس طرح ہو گا اور اُس طرح بالکل ویسے ہو جاتا ہے۔ پھر اس معیت کا یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد کی زندگی کے انعامات کے جو وعدے فرمائے ہیں وہ بھی پورے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تقویٰ پر قائم رہے تو اس دنیا کے انعامات بھی حاصل کرو گے اور اخروی زندگی کے بھی۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ متقی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جب کوئی عمل کرتا ہے تو دنیا و آخرت کی حسنات اُسے ملتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 3 فروری 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عیسیٰ کو چرخ پہ نہ بٹھاتے تو خوب تھا

عیسیٰ کو چرخ پہ نہ بٹھاتے تو خوب تھا
احمدؑ کو خاک میں نہ سلاتے تو خوب تھا
زندہ خدا سے دل کو لگاتے تو خوب تھا
مردہ بتوں سے جان چھڑاتے تو خوب تھا
قصے کہانیاں نہ سناتے تو خوب تھا
زندہ نشان کوئی دکھاتے تو خوب تھا
اپنے تئیں جو آپ ہی مسلم کہا تو کیا
مسلم بنا کے خود کو دکھاتے تو خوب تھا
تبلیغ دین میں جو لگا دیتے زندگی
بے فائدہ نہ وقت گنواتے تو خوب تھا
دنیا کی کھیل کود میں ناصر پڑے ہو کیوں
یاد خدا میں دل کو لگاتے تو خوب تھا

(کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ)

حیات ناصر صفحہ 59تا60

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ

(صحیح بخاری۔ بَابُ مَرَضِ النَّبِیِّ ﷺ وَوَفَاتِهٖ حدیث 444)

ترجمہ: ’’اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق (اعلیٰ) سے ملا دے۔‘‘

یہ سید و مولیٰ، خاتم الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی رحمت و مغفرت کی درد بھری عاجزانہ دعا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری وقت میں بار بار فرماتے تھے:

(اَللّٰهُمَّ) ’’بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی‘‘ اپنے اعلیٰ دوست (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف جاتا ہوں۔

(صحیح بخاری۔ کِتَابُ الْمَغَازِیْ بَابُ مَرَضِ النَّبِیِّ ﷺ وَوَفَاتِهٖ حدیث 4436)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

کتاب، تعلیم کی تیاری

قسط 5

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے فرائض؟

بیعت لینے کے بعد حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:

’’ہر ایک شخص جو میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے اس کو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی بیعت کی کیا غرض ہے؟ کیا وہ دنیا کے لئے بیعت کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے؟ بہت سے ایسے بدقسمت انسان ہوتے ہیں کہ اُن کی بیعت کی غایت اور مقصود صرف دنیا ہوتی ہے ورنہ بیعت سے اُن کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی اور وہ حقیقی یقین اور معرفت کا نور جو حقیقی بیعت کے نتائج اور ثمرات ہیں ان میں پیدا نہیں ہوتا۔ ان کے اعمال میں کوئی خوبی اور صفائی نہیں آتی۔ نیکیوں میں ترقی نہیں کرتے۔ گناہوں سے بچتے نہیں۔ ایسے لوگوں کو جو دنیا کو ہی اپنا اصل مقصود ٹھہراتے ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ

ع دُنیا روزے چند آخر کار با خداوند

یہ چند روزہ دنیا تو ہر حال میں گزر جاوے گی خواہ تنگی میں گزرے خواہ فراخی میں۔ مگر آخرت کا معاملہ بڑا سخت معاملہ ہے وہ ہمیشہ کا مقام ہے اور اس کا انقطاع نہیں ہے۔ پس اگر اس مقام میں وہ اسی حالت میں گیا کہ خدا تعالیٰ سے اس نے صفائی کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے دل پر مستولی تھا اور وہ معصیت سے توبہ کر کے ہر ایک گناہ سے جس کو اللہ تعالیٰ نے گناہ کر کے پکارا ہے بچتا رہا تو خدا کا فضل اس کی دستگیری کرے گا اور وہ اس مقام پر ہو گا کہ خدا اس سے راضی ہو گا اور وہ اپنے رب سے راضی ہو گا۔ اور اگر ایسا نہیں کیا بلکہ لاپرواہی کے ساتھ اپنی زندگی بسر کی ہے تو پھر اس کا انجام خطرناک ہے اس لئے بیعت کرتے وقت یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ بیعت کی کیا غرض ہے اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ اگر محض دنیا کی خاطر ہے تو بے فائدہ لیکن اگر دین کے لئے اور للہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے تو ایسی بیعت مبارک اور اپنی اصل غرض اور مقصد کو ساتھ رکھنے والی ہے جس سے ان فوائد اور منافع کی پوری امید کی جاتی ہے جو سچی بیعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایسی بیعت سے انسان کو دو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور حقیقی توبہ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور اس سے پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ (البقرہ:223) یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کشش سے پاک ہونے والے ہیں۔ توبہ حقیقت میں ایک ایسی شے ہے کہ جب وہ اپنے حقیقی لوازمات کے ساتھ کی جاوے تو اس کے ساتھ ہی انسان کے اندر ایک پاکیزگی کا بیج بویا جاتا ہے جو اس کو نیکیوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ یہی باعث ہے جو آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ یعنی توبہ سے پہلے کے گناہ اس کے معاف ہو جاتے ہیں۔ اس وقت سے پہلے جو کچھ بھی اس کے حالات تھے اور جو بیجا حرکات اور بے اعتدالیاں اس کے چال چلن میں پائی جاتی تھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُن کو معاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک عہد صلح باندھا جاتا ہے اور نیا حساب شروع ہوتا ہے۔ پس اگر اس نے خدا تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کی ہے تو اسے چاہئے کہ اب اپنے گناہوں کا نیا حساب نہ ڈالے۔ اور پھر اپنے آپ کو گناہ کی ناپاکی سے آلودہ نہ کرے بلکہ ہمیشہ استغفار اور دعاؤں کے ساتھ اپنی طہارت اور صفائی کی طرف متوجہ رہے اور خدا تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کی فکر میں لگا رہے اور اپنی اس زندگی کے حالات پر نادم اور شرمسار رہے جو توبہ کے زمانہ سے پہلے گزری ہے۔

انسان کی عمر کے کئی حصے ہوتے ہیں اور ہر ایک حصہ میں کئی قسم کے گناہ ہوتے ہیں مثلاً ایک حصہ جوانی کا ہوتا ہے جس میں اس کے حسب حال جذبات کسل وغفلت ہوتی ہے۔ پھر دوسری عمر کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ جس میں دغا، فریب، ریاکاری اور مختلف قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ غرض عمر کا ہر ایک حصہ اپنی طرز کے گناہ رکھتا ہے۔

پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے اور وہ توبہ کرنے والے کے گناہ بخش دیتا ہے اور توبہ کے ذریعہ انسان پھر اپنے رب سے صلح کر سکتا ہے۔ دیکھو انسان پر جب کوئی جرم ثابت ہو جائے تو وہ قابل سزا ٹھہر جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنۡ یَّاۡتِ رَبَّہٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَہٗ جَہَنَّمَ۔الآیۃ (طٰہٰ:75) یعنی جو اپنے رب کے حضور مجرم ہو کر آتا ہے اس کی سزا جہنم ہے وہاں وہ نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے۔ یہ ایک جُرم کی سزا ہے اور جو ہزاروں لاکھوں جرموں کا مرتکب ہو اس کا کیا حال ہو گا۔ لیکن اگر کوئی شخص عدالت میں پیش ہو اور بعد ثبوت اس پر فرد قرار داد جرم بھی لگ جاوے اور اس کے بعد عدالت اس کو چھوڑ دے تو کس قدر احسان عظیم اس حاکم کا ہو گا۔ اب غور کرو کہ یہ توبہ وہی بریّت ہے جو فرد قرارداد جرم کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ توبہ کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ پہلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھے کہ کس قدر گناہوں میں وہ مبتلا تھا اور اُن کی سزا کس قدر اس کو ملنے والی تھی جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے معاف کر دی۔ پس تم نے جو اَب توبہ کی ہے چاہئے کہ تم اس توبہ کی حقیقت سے واقف ہو کر ان تمام گناہوں سے بچو جن میں تم مبتلا تھے اور جن سے بچنے کا تم نے اقرار کیا ہے۔ ہر ایک گناہ خواہ وہ زبان کا ہو یا آنکھ کا یا کان کا۔ غرض ہر اعضاء کے جداجدا گناہ ہیں۔ اُن سے بچتے رہو۔ کیونکہ گناہ ایک زہر ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ گناہ کی زہر وقتاً فوقتاً جمع ہوتی رہتی ہے اور آخر اس مقدار اور حد تک پہنچ جاتی ہے جہاں انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ پس بیعت کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ یہ گناہ کے زہر کے لئے تریاق ہے۔ اس کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے اور گناہوں پر ایک خطِ نسخ پھیر دیتی ہے۔

دوسرا فائدہ اس توبہ سے یہ ہے کہ اُس توبہ میں ایک قوت واستحکام ہوتا ہے جو مامور من اللہ کے ہاتھ پر سچے دل سے کی جاتی ہے۔ انسان جب خود توبہ کرتا ہے تو وہ اکثر ٹوٹ جاتی ہے۔ بار بار توبہ کرتا اور بار بار توڑتا ہے۔ مگر مامور من اللہ کے ہاتھ پر جو توبہ کی جاتی ہے جب وہ سچے دل سے کرے گا تو چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے موافق ہو گی وہ خدا خود اسے قوت دے گا اور آسمان سے ایک طاقت ایسی دی جاوے گی جس سے وہ اس پر قائم رہ سکے گا۔ اپنی توبہ اور مامور کے ہاتھ پر توبہ کرنے میں بھی فرق ہے کہ پہلی کمزور ہوتی ہے دوسری مستحکم۔ کیونکہ اس کے ساتھ مامور کی اپنی توجہ، کشش اور دعائیں ہوتی ہیں جو توبہ کرنے والے کے عزم کو مضبوط کرتی ہیں اور آسمانی قوت اُسے پہنچاتی ہیں جس سے ایک پاک تبدیلی اس کے اندر شروع ہو جاتی ہے اور نیکی کا بیج بویا جاتا ہے جو آخر ایک باردار درخت بن جاتا ہے۔

پس اگر صبر اور استقامت رکھو گے تو تھوڑے دنوں کے بعد دیکھو گے کہ تم پہلی حالت سے بہت آگے گذر گئے ہو۔

غرض اس بیعت سے جو میرے ہاتھ پر کی جاتی ہے دو فائدے ہیں ایک تو یہ کہ گناہ بخشے جاتے ہیں اور انسان خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق مغفرت کا مستحق ہوتا ہے۔ دوسرے مامور کے سامنے توبہ کرنے سے طاقت ملتی ہے اور انسان شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے۔ یاد رکھو اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ کیونکہ دنیا تو گذرنے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گذر جائے گی۔

ع شبِ تنور گذشت وشبِ سمور گذشت

دنیا اور اس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو۔ ان کو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اس کے ثمرات باقی رہنے والے۔ دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر آن اور ہر دم میں ہزاروں موتیں ہوتی ہیں۔ مختلف قسم کی وبائیں اور امراض دنیا کا خاتمہ کر رہی ہیں۔ کبھی ہیضہ تباہ کرتا ہے۔ اب طاعون ہلاک کر رہی ہے۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہے گا۔ جب موت کا پتہ نہیں کہ کس وقت آجاوے گی۔ پھر کیسی غلطی اور بیہودگی ہے کہ اس سے غافل رہے اس لئے ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو جو آخرت کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب انسان مومن کامل بنتا ہے تو وہ اس کے اور اُس کے غیر میں فرق رکھ دیتا ہے اس لئے پہلے مومن بنو۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں۔ دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ، نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دُکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو للہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ۔ ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عمل درآمد کرنا تمہارا کام ہے۔

پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضور قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ

آجاوے کہ کیا پڑھتا ہے اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہوسکتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو، نہیں! میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے۔ اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔“

(ملفوظات ایڈیشن 2018ء۔ جلد پنجم صفحہ 278-282)

نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

٭٭ آریہ لوگ جو توبہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ پرمیشر صرف توبہ کرنے سے گناہ بخشتا ہے اور ان بداعمالیوں کے نتائج نہیں ملتے جو اس نے کئے اس لئے یہ انصاف سے بعید ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا:

”ان لوگوں کو توبہ کی حقیقت کا علم نہیں۔ توبہ اس بات کا نام نہیں ہے کہ صرف منہ سے توبہ کا لفظ کہہ دیا جاوے بلکہ حقیقی توبہ یہ ہے کہ نفس کی قربانی کی جاوے جو شخص توبہ کرتا ہے وہ اپنے نفس پر انقلاب ڈالتا ہے گویا دوسرے لفظوں میں وہ مر جاتا ہے۔ خدا کے لئے جو تغیر عظیم انسان دکھ اٹھا کر کرتا ہے تو وہ اس کی گذشتہ بداعمالیوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جس قدر ناجائز ذرائع معاش کے اس نے اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں ان کو وہ ترک کرتا ہے۔ عزیز دوستوں اور یاروں سے جدا ہوتا ہے۔ برادری اور قوم کو اسے خدا کے واسطے ترک کرنا پڑتا ہے جب اس کا صدق کمال تک پہنچ جاتا ہے تو وہی ذات پاک تقاضا کرتی ہے کہ اس قدر قربانیاں جو اس نے کی ہیں وہ اس کے اعمال کے کفارہ کے لئے کافی ہوں۔

اہل اسلام میں اب صرف الفاظ پرستی رہ گئی ہے اور وہ انقلاب جسے خدا چاہتا ہے وہ بھول گئے ہیں اس لئے انہوں نے توبہ کو بھی الفاظ تک محدود کر دیا ہے لیکن قرآن شریف کا منشا یہ ہے کہ نفس کی قربانی پیش کی جاوے مَنْ قَضٰی نَحْبَهٗ (الاحزاب:24) دلالت کرتا ہے کہ وہ توبہ یہ ہے جو انہوں نے کی اور مَنْ یَّنْتَظِرُ بتلاتا ہے کہ وہ یہ توبہ ہے جو انہوں نے کر کے دکھلائی ہے اور وہ منتظر ہیں۔

جب انسان خدا کی طرف بکلی آ جاتا ہے اور نفس کی طرف کو بکلی چھوڑ دیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کا دوست ہو جاتا ہے تو کیا وہ پھر دوست کو دوزخ میں ڈال دے گا؟ نَحْنُ اَوْلِيَآءُ اللّٰهِ سے ظاہر ہے کہ احباء کو دوزخ میں نہیں ڈالتے۔“

(ملفوظات ایڈیشن 2018ء۔ جلد پنجم صفحہ 292-293)

٭٭”صوفیوں نے لکھا ہے کہ اگر چالیس دن تک رونا نہ آوے تو جانو کہ دل سخت ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا (التوبۃ:82) کہ ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت۔ مگر اس کے برعکس دیکھا جاتا ہے کہ لوگ ہنستے بہت ہیں۔ اب دیکھو کہ زمانہ کی کیا حالت ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان ہر وقت آنکھوں سے آنسو بہاتا رہے بلکہ جس کا دل اندر سے رو رہا ہے وہی روتا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ دروازہ بند کر کے اندر بیٹھ کر خشوع اور خضوع سے دعا میں مشغول ہو اور بالکل عجز و نیاز سے خدا کے آستانہ پر گر پڑے تاکہ وہ اس آیت کے نیچے نہ آوے۔ جو بہت ہنستا ہے وہ مومن نہیں۔ اگر سارے دن کا نفس کا محاسبہ کیا جاوے تو معلوم ہو کہ ہنسی اور تمسخر کی میزان زیادہ ہے اور رونے کی بہت کم ہے بلکہ اکثر جگہ بالکل ہی نہیں ہے۔ اب دیکھو کہ زندگی کس قدر غفلت میں گذر رہی ہے اور ایمان کی راہ کس قدر مشکل ہے گویا ایک طرح سے مرنا ہے اور اصل میں اسی کا نام ایمان ہے۔“

(ملفوظات ایڈیشن 2018ء۔ جلد پنجم صفحہ 308)

٭٭”ہمارے کام کا وہ انسان ہوسکتا ہے جبکہ ایک مدت اور نہیں تو کم از کم ایک سال ہماری مجلس میں رہے اور تمام ضروری امور کو سمجھ لیوے اور ہم اطمینان پا جاویں کہ تہذیب نفس اسے حاصل ہو گئی ہے۔ تب وہ بطور سفیر وغیرہ کے یورپ وغیرہ ممالک میں جا سکتا ہے۔ مگر تہذیب نفس مشکل مرحلہ ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا آسان مگر یہ مشکل۔ دینی تعلیم کے لئے بہت علوم کی ضرورت نہیں ہوتی۔ طہارت قلب اور شے ہے۔ خدا ایک نور جب دل میں پیدا کر دیتا ہے تو اس سے علوم خود حاصل ہوتے جاتے ہیں۔“

(ملفوظات ایڈیشن 2018ء۔ جلد پنجم صفحہ 327)

بنی نوع کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

بارہا دیکھا گیا اور تجربہ کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص خفیف عذرات پر عورت سے قطع تعلق کرنا چاہتا ہے تو یہ امر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملال کا موجب ہوتا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص سفر میں تھا۔ اس نے اپنی بیوی کو لکھا کہ اگر وہ بدیدن خط جلدی اس کی طرف روانہ نہ ہوگی تو اُسے طلاق دے دی جاوے گی۔

سنا گیا ہے کہ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا تھا:

”جو شخص اس قدر جلدی قطع تعلق کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو ہم کیسے امید کر سکتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اس کا پکا تعلق ہے۔“

ایسا ہی ایک واقعہ اب چند دنوں سے پیش تھا کہ ایک صاحب نے اول بڑے چاہ سے ایک شریف لڑکی کے ساتھ نکاح ثانی کیا مگر بعد ازاں بہت سے خفیف عذر پر دس ماہ کے اندر ہی انہوں نے چاہا کہ اس سے قطع تعلق کر لیا جاوے۔ اس پر حضرت اقدس کو بہت سخت ملال ہوا اور فرمایا کہ:

”مجھے اس قدر غصہ ہے کہ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا اور ہماری جماعت میں ہو کر پھر یہ ظالمانہ طریق اختیار کرنا سخت عیب کی بات ہے۔“

چنانچہ دوسرے دن پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ:

”وہ صاحب اپنی نئی یعنی دوسری بیوی کو علیحدہ مکان میں رکھیں جو کچھ زوجہ اول کو دیویں وہی اسے دیویں۔ ایک شب اُدھر رہیں تو ایک شب اِدھر رہیں اور دوسری عورت کوئی لونڈی غلام نہیں ہے بلکہ بیوی ہے اُسے زوجہ اول کا دست نگر کر کے نہ رکھا جاوے۔“

ایسا ہی ایک واقعہ اس سے پیشتر کئی سال ہوئے گذر چکا ہے کہ ایک صاحب نے حصول اولاد کی نیت سے نکاح ثانی کیا اور بعد نکاح رقابت کے خیال سے زوجہ اول کو جو صدمہ ہوا اور نیز خانگی تنازعات نے ترقی پکڑی تو انہوں نے گھبرا کر زوجہ ثانی کو طلاق دے دی۔ اس پر حضرت اقدس نے ناراضگی ظاہر فرمائی۔ چنانچہ اس خاوند نے پھر اس زوجہ کی طرف میلان کر کے اسے اپنے نکاح میں لیا اور وہ بیچاری بفضل خدا اس دن سے اب تک اپنے گھر میں آباد ہے۔“

(ملفوظات ایڈیشن 2018ء۔ جلد پنجم صفحہ 175تا176)

٭٭”اگر کوئی غریب آدمی سلام کرتا ہے تو بھی بُرا مناتے ہیں۔ ایسا ہی عورتوں کا حال ہے کہ کوئی چھوٹی عورت آوے تو چاہئے کہ بڑی کو سلام کرے۔ یہ دو ٹکڑے شریعت کے ہیں حق اللہ اور حق العباد۔ آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھو کہ کس قدر خدمات میں عمر کو گذارا۔ اور حضرت علیؓ کی حالت کو دیکھو کہ اتنے پیوند لگائے کہ جگہ نہ رہی۔ حضرت ابوبکرؓ نے ایک بڑھیا کو ہمیشہ حلوا کھلانا وطیرہ کر رکھا تھا۔ غور کرو کہ یہ کس قدر التزام تھا کہ جب آپ فوت ہو گئے تو اس بڑھیا نے کہا کہ آج ابوبکرؓ فوت ہو گیا۔ اس کے پڑوسیوں نے کہا کہ کیا تجھ کو الہام ہوا یا وحی ہوئی؟ تو اس نے کہا نہیں آج حلوا لے کر نہیں آیا اس واسطے معلوم ہوا کہ فوت ہو گیا۔ (یعنی زندگی میں ممکن نہ تھا کہ کسی حالت میں بھی حلوا نہ پہنچے) دیکھو کس قدر خدمت تھی۔ ایسا ہی سب کو چاہئے کہ خدمتِ خلق کرے۔

ایک بادشاہ اپنا گذارہ قرآن شریف لکھ کر کیا کرتا تھا۔

اگر کسی کو کسی سے کراہت ہو وے اگرچہ کپڑے سے ہو یا کسی اور چیز سے ہو تو چاہئے کہ وہ اس سے الگ ہو جاوے مگر روبرو ذکر نہ کرے کہ یہ دل شکنی ہے اور دل کا شکستہ کرنا گناہ ہے۔ اگر کھانا کھانے کو کسی کے ساتھ جی نہیں کرتا تو کسی اور بہانہ سے الگ ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا (النور:62) مگر اظہار نہ کرے۔ یہ اچھا نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔“

(ملفوظات ایڈیشن 2018ء۔ جلد پنجم صفحہ 204)

٭٭”غرباء نے دین کا بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے امراء محروم رہ جاتے ہیں وہ پہلے توفسق و فجور اور ظلم میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں صلاحیت تقویٰ اور نیازمندی غرباء کے حصہ میں ہوتی ہے۔ پس غرباء کے گروہ کو بدقسمت خیال نہیں کرنا چاہئے بلکہ سعادت اور خدا کے فضل کا بہت بڑا حصہ اس کو ملتا ہے۔

یاد رکھو حقوق کی دو قسمیں ہیں ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔

حق اللہ میں بھی امراء کو دقت پیش آتی ہے اور تکبر اور خودپسندی ان کو محروم کر دیتی ہے۔ مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا برا معلوم ہوتا ہے۔ اُن کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت المساکین ہوتی ہیں۔ اور وہ ان میں جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اسی طرح وہ حق العباد میں خاص خاص خدمتوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ غریب آدمی تو ہر ایک قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے۔ وہ پاؤں دبا سکتا ہے، پانی لا سکتا ہے، کپڑے دھو سکتا ہے یہاں تک کہ اس کو اگر نجاست پھینکنے کا موقعہ ملے تو اس میں بھی اُسے دریغ نہیں ہوتا۔ لیکن امراء ایسے کاموں میں ننگ و عار سمجھتے ہیں اور اس طرح پر اس سے بھی محروم رہتے ہیں۔ غرض امارت بھی بہت سی نیکیوں کے حاصل کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ مساکین پانچ سو برس اوّل جنت میں جاویں گے۔“

(ملفوظات ایڈیشن 2018ء۔ جلد پنجم صفحہ 202تا203)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مندرجہ بالا ارشادات میں بیان تعلیم پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(ابوسعید)

باقی ان شاء اللہ آئندہ

انجینئر محمود مجیب اصغر

سائنس آف چانس اور خدا

افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ

’’ایک نیا علم نکلا ہے جس کو سائنس آف چانس (Science of Chance) کہتے ہیں یعنی اتفاق کو مدون کر کے اس کا ایک علم بنا دیا یہ جو لوگ اتفاق اتفاق کہتے ہیں اس کی تدوین کر دی سائنس دان اس نتیجے پر پہنچے کہ اس سائنس آف چانس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ کہنا غلط ہے کہ ہر چیز اتفاقیہ ہو گئی سورج اتفاقیہ بن گیا زمین اتفاقیہ پیدا ہوگئی زمین سے سورج کا یہ فاصلہ اتفاقیہ ہوگیا جس محور اور زاویہ پر زمین چکر لگا رہی ہے یہ ایک اتفاقیہ بات ہوگئی چاند سے جو فاصلہ ہے وہ اتفاقیہ ہوگیا دن رات کی جو تعین ہے یعنی. زمین کی رفتار یہ اتفاقیہ ہوگئی ہر چیز ہی اتفاقیہ ہوگئی اور ہزاروں لاکھوں شاید کروڑوں اربوں اتفاق اکٹھے ہوئے تب انسان کے لئے ممکن ہوا کہ وہ اس زمین پر زندگی گزار سکے پس سائنس آف چانس سے انہوں نے ثابت کیا کہ اللہ ہے یعنی متصرف بالارادہ خالق اپنی منشاء سے پیدا کرنے والی کوئی ذات ہے اتنے اتفاق اکٹھے نہیں ہو سکتے.....بہر حال ایک نئی سائنس نکلی لیکن بہتوں کو اسکا علم نہیں‘‘

تثلیث کو توحید کے سامنے جھکنا پڑا

’’مجھے ایک پادری سیرالیون میں ملے تو سمجھے کہ مشرق سے کوئی مذہبی آدمی آیا ہے دنیا کے علوم کا اس کو کیا پتہ ہے اس نے کچھ ایسے ہی رنگ میں مجھ سے بات شروع کی میں تو ایک عاجز انسان ہوں اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں تو توحید کا نمائندہ اور یہ تثلیث کا نمائندہ ہے باوجود میری عاجزی اور انکساری کے جو میری طبیعت میں ہے یہ مجھ سے سبقت نہیں لے جا سکتا اور میں سمجھتا ہوں کہ میں بالکل ہی نا اہل انسان ہوں اللہ تعالیٰ کے سکھائے بغیر میں کچھ نہیں کرسکتا لیکن میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگرچہ یہ یورپ کا پڑھا ہوا اور وہاں کا بڑا پادری ہے آرچ بشپ ہے لیکن اس کی یہ بات کہ اسلام کا ایک نمائندہ مشرق سے آیا ہے اور اسے کچھ پتہ نہیں، قائم نہیں رہنی چاہیئے چنانچہ میں نے اس سے سائنس آف چانس اور گلیکسی کے نئے علم کے متعلق باتیں شروع کیں یعنی بے شمار سورج اور ان کے گرد جو ستارے ہیں، وہ ستاروں کا ایک خاندان بنتا ہے اور اس عالمین میں ایسے بے شمار ستارے ہیں وہ ستاروں کا ایک خاندان بنتا ہے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الفاتحہ:2) ہم جس کے متعلق کہتے ہیں ان خاندانوں میں بے شمار ستارے ہیں جن کو انسان گن نہیں سکا یہ متوازی نہیں چل رہے بلکہ ان کی حرکت اس طرح ہے کہ فاصلہ دور ہوتا جاتا ہے سارا خاندان مل کر اکٹھا ایک حرکت میں ہے جو متوازی نہیں ہے اور وہ خاندان اسی طرح چل رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا فاصلہ بڑھ رہا ہے جب ان دو گلیکسیز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ ایک نئی گلیکسی بیچ میں سما سکے تو اللہ تعالیٰ کُنۡ کہتا ہے اور ایک نئی گلیکسی پیدا ہو جاتی ہے اس طرح میں توحید کو ثابت کرتا چلا گیا تب اس کو اپنا سر جھکانا پڑا میں بڑا خوش تھا کہ جو متکبر دماغ تثلیث کا نمائندہ بن کر میرے سامنے اکڑا تھا تو ہمیشہ کی طرح آج بھی تثلیث کو توحید کے سامنے جھکنا پڑا‘‘

(خطابات ناصر ۔جلد اول صفحہ 443 تا 444)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی حمد سے، اُس کے ذکر سے تَر رکھنا۔ پھر یہ بھی کہ اُس کی مہیا کردہ نعمتوں کو اس رنگ میں استعمال کرنا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والی ہوں، جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ان باتوں کے کرنے کے نتیجے میں پھر ایک شکر گزاری حقیقی رنگ میں شکر گزاری بنتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا یہ ہے کہ وہ اپنے ایسے شکر گزار بندوں کو مزید انعامات اور احسانات سے نوازتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اس طرح شکر گزار ہو گے تو لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ مَیں تمہیں اَور دوں گا، اس کو حاصل کرنے والے بنو گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جولائی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

سانحہ ارتحال

پروفیسر سیّدہ نسیم سعید صاحبہ (مرحومہ)

مکرم طاہر سعید یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید ایم اے گولڈ میڈلسٹ (اسلامیات) بیوہ مکرم انجنیئر محمد سعید احمد مرحوم آف لاہور مورخہ 17 جولائی 2021ء کو 88 سال کی عمر میں اسلام آباد میں وفات پا گئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَٰجِعُوۡن۔

آپ بفضلہٖ تعالیٰ موصیہ تھیں آپ کی تدفین اگلے روز مؤرخہ 18 جولائی کو بہشتی مقبرہ دارالفضل میں ہوئی۔

آپ الحاج ڈاکٹر سید شفیع احمد محقق دہلوی اور مکرمہ قریشہ سلطانہ بیگم المعروف بیگم شفیع تحریک پاکستان کی نامور مجاہدہ وبرصغیر کی پہلی مسلم خاتون صحافی کی بیٹی تھیں۔شعبہ تدریس میں لاہور کالج فار وومین کے علاوہ مختلف شہروں کی ہزاروں طالبات کو اسلام کے حقیقی چہرہ سے روشناس کرایا۔ دینی خدمات میں اپنے میاں جو فوج میں ملازم تھے کے ساتھ مختلف شہروں میں بطور جنرل سیکریٹری، صدر لجنہ کے کام کئے۔ 1988ء میں لاہور مستقل سکونت اختیار کر لی، سینکڑوں مجالس میں سیرت رسول ﷺ پر لیکچر دئے۔جن میں غیر از جماعت خواتین بھی شرکت کرتی تھیں۔ 1990ء سے 1995ء تک اپنے میاں جو سیکرٹری وقف نو ضلع لاہور تھے کے ساتھ بطور معاونہ خدمات سرانجام دیں۔ 1999ء سے 2015ء تک سیکرٹری تصنیف و تالیف لجنہ لاہور کے طور پر کام کیا اور سلسلہ خواتین مبارکہ میں 6 کتب تصنیف فرمائیں۔قصص الانبیاء پر 5 نبیوں پر کتب لکھنے کے علاوہ لجنہ مرکزیہ کے 50 سالہ مجلہ کی ادارت کی بھی توفیق پائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 12 جنوری 1989ء کو ایک خط میں تحریر فرمایا۔’’ماشاء اللہ جب آپ اظہار بیان پر آتی ہیں تو فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیتی ہیں اور سنا ہے کہ جب بولتی ہیں تو بھی اسی فصاحت کی موجیں اپنا جوش دکھاتی ہیں۔‘‘

2015ء سے 17 جولائی 2021ء سے چھ روز پہلے تک اپنے بچوں اور پوتے پوتیوں کی تربیت کرتے اور کتابیں پڑھنے پڑھانے میں گزاری۔اللہ تعالیٰ نے 29 ستمبر 2012ء کو ایک تفصیلی خواب کے ذریعے جس میں حضرت چھوٹی آپا مریم صدیقہ امی کو لینے آئی ہیں وفات کی خبر دے دی تھی۔ اُس وقت سے ہی اپنا کفن جو آب زم زم سے دُھلا ہوا اور خانہ کعبہ کے غلاف کے چند ٹکڑے ایک تھیلے میں بند تھے اپنے پاس رکھتی تھیں اور یہ ہدایت تھی کہ اسے میری وفات پر کھولنا ہے۔ جب وفات پر بیگ کھولا گیا تو اُس میں سے ایک خط پر لکھی تفصیلات نکلیں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے 17 جولائی 2012ء کے خطبہ جمعہ کا ذکر ہے اور آگے چل کر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر تحریر لکھنے کا ذکر موجود تھا جو لفافہ میں بند کر کے آپ نے اپنے سیکرٹری کو دیا کہ میری وفات کے بعد کھول کر الفضل میں شایع کروا دیں۔

اس میں تحریر تھا کہ ’’آج 18 اجولائی 1947ء ہے بروز بوقت میں فوت ہوگیا ہوں‘‘

اُمی جان 17 جولائی 2021ء کو اپنے رب کے حضور حاضر ہوئیں اور 18 جولائی کو بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ میں تدفین ہوئی۔ جو اس خواب کے عین مطابق تھی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اپنے پیاروں کی وفات کے پے در پے صدمات کو بہت حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا، یہ اُن کی اپنے رب کی رضا پر راضی رہنے کی زندہ مثال تھی۔جن میں جوان داماد میجر غفور شرما، جوان بیٹے محمود سعید، اپنی چھوٹی بہو قرۃ العین طاہر کے علاوہ خاوند کی وفات شامل ہیں۔

سوگواران میں دو بیٹیاں، تین بیٹے اور اس کے علاوہ 20 نواسے نواسیاں، پوتے پوتیاں اور چار پڑ پوتے پڑپوتیاں چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری پیاری والدہ صاحبہ کو جنت الفردوس میں اپنے پیاروں میں جگہ دے اور امی کی نسل کو اُن کی نیکیوں کا وارث اور صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین ثم آمین

(ادارہ الفضل کی طرف سے تعزیت قبول فرمایئں)

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد بیت الفضل لندن

حاصل مطالعہ

قسط نمبر 6

نیکی میں پہل کرنا

حضرت ابو ایوب انصاری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے اور جب دونوں ایک دوسرے سے ملیں تو اِدھر اُدھر نہ منہ پھیرلیں۔فرمایا ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الھجرۃ)

درود شریف گناہوں کو نابود کرتا ہے

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں آنحضرتؐ پر دُرود بھیجنا اس سے کہیں بڑھ کر گناہوں کو نابود کرتا ہے جتنا کہ ٹھنڈا پانی پیاس کو۔ اور آپؐ پر سلام بھیجنا گردنوں کو آزاد کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور آپؐ کی محبت اللہ کی راہ میں جان دینے یا جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔

(تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 654)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا ایک اہم ارشاد

”نبی کے لفظ سے اس زمانہ کے لئے صرف خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ کوئی شخص کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ حاصل کرے اور تجدید دین کے لئے مامور ہو۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی دوسری شریعت لاوے کیونکہ شریعت آنحضرت ﷺ پر ختم ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو امّتی بھی نہ کہا جائے جس کے معنیٰ ہیں کہ ہر ایک انعام اُس نے آنحضرت ﷺ کی پیروی سے پایا ہے نہ براہِ راست۔“

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 401)

دُعائیں بہت کرو

”اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دُعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دُعاؤں سے پُر کرو۔جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔لیکن جو سستی میں زندگی بسر کرتا ہے اُسے آخر فرشتے بیدار کرتے ہیں۔ اگر تم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بہت پکا ہے وہ کبھی تم سے ایسا سلوک نہ کرے گا جیسا کہ فاسق فاجر سے کرتا ہے۔“

(ملفوظات، جلد سوم ، صفحہ 232، ایڈیشن 2003ء)

پاک اور کامل توحید

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بات یہی سچ ہے کہ جب تک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اُس کے دل میں سے نکلتا اور نہ سچی توحید اُس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہوسکتا ہے۔ اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے ملتی ہے۔“

(حقیقۃ الوحی، صفحہ 115 تا 118)

بیعت

”اگر بیعت کے بعد اپنی حالت میں تبدیلی نہ کی جاوے تو پھر یہ استخفاف ہے۔ بیعت بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ درحقیقت وہی بیعت کرتا ہے جس کی پہلی زندگی پر موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 257)

برکات نماز کا حصول

”اس میں شک نہیں کہ نماز میں برکات ہیں مگر وہ برکات ہر ایک کو نہیں مل سکتے۔ نماز بھی وہی پڑھتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نماز پڑھاوے ورنہ وہ نماز نہیں نرا پوست ہے جو پڑھنے والے کے ہاتھ میں ہے۔ اِس کو مغز سے کچھ واسطہ اور تعلق ہی نہیں۔ اسی طرح کلمہ بھی وہی پڑھتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کلمہ پڑھوائے۔ جب تک نماز اور کلمہ پڑھنے میں آسمانی چشمہ سے گھونٹ نہ ملے تو کیا فائدہ؟ وہ نماز جس میں حلاوت اور ذوق ہو اور خالق سے سچا تعلق قائم ہو کر پوری نیازمندی اور خشوع کا نمونہ ہو اس کے ساتھ ہی ایک تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے جس کو پڑھنے والا فوراً محسوس کر لیتا ہے کہ اب وہ وہ نہیں رہا جو چند سال پہلے تھا۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 597 ۔ ایڈیشن 2003ء)

خدا کے نشان کب ظاہر ہوتے ہیں؟

یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دُعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ اُن کا استجابتِ دُعا ہی ہے۔ جب ان کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے اور اِس شدید بیقراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا اُن کی سُنتا ہے اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے۔ کامل مقبولوں کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔ خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اس کے مقبول ستائے جاتے ہیں۔ اور جب حد سے زیادہ اُن کو دُکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کرے گا جیسا کہ خدا ان لوگوں سے کرتا ہے جو دل وجان سے اس کے ہو جاتے ہیں۔ وہ اُن کے لئے عجائب کام دکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوت دکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ اٹھتا ہے۔ خدا مخفی ہے اور اس کے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ وہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اور اس کا چہرہ دکھلانے والی یہی قوم ہے۔

(حقیقۃ الوحی، صفحہ 19)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”اسلام جو خدا کا کلام ہے سائنس سے جو خدا کے فعل کی تشریح ہے کسی صورت میں ٹکرا نہیں سکتا۔کیونکہ سائنس کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ وہ خواص اشیاء معلوم کرے اور خواص اشیاء کے معلوم ہونے پر اسلام کی صداقت ثابت ہوگی۔“

(تفسیر کبیر جلد1 صفحہ 270)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 21 مئی 2004ء)

درود شریف پڑھنے کے لئے کوشش کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”درود پڑھنے کے لئے کس طرح کوشش ہونی چاہئے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک مرید کو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت ﷺ کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں...اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو (ذاتی غرض کوئی نہ ہو)۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت ﷺ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔“

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 534 تا 535 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 18)

رپورٹ: عبد الہادی قریشی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن۔سیرالیون

سیرالیون میں ریفریشر کورسز

مکینی ریجن

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیرالون کے مکینی ریجن کو مئی اور جون کے مہینوں میں ذیلی تنظیموں کے چھ ریفریشر کورسز کروانے کی توفیق ملی۔

ان ریفریشر کورسز کی مختصر رپورٹ پیشِ خدمت ہے۔

1۔مورخہ 22 مئی کو مجلس اطفال الاحمدیہ سٹیشن روڈ سرکٹ نے ایک ریفریشر کورس منعقد کیا جس میں 125 اطفال اور 10 مہمانوں نے شرکت کی۔2۔مورخہ 29 مئی کو مجلس ناصرات الاحمدیہ سٹیشن روڈ سرکٹ نے ایک تربیتی ریفریشر کورس منعقد کیا جس میں 130 ناصرات اور 8 مہمانوں نے شرکت کی۔3۔مورخہ 29 مئی کو ہی مجلس مکومپانا Makump Bana نے ایک تربیتی ریفریشر کورس منعقد کیا جس میں 77 اطفال اور 47 ناصرات اور 28 مہمانوں نے شرکت کی۔4۔ مورخہ 12 جون کو مجلس خدام الاحمدیہ مکینی شہر نے ایک ریفریشر کورس منعقد کیا جس میں 68 خدام اور 7 مہمانوں نے شرکت کی۔5۔ مورخہ 12 جون کو ہی مجلس پانلاپ Panlap کے اطفال اور ناصرات کا ریفریشر کورس ہوا جس میں 78 اطفال اور 50 ناصرات اور 21 مہمانوں نے شرکت کی۔ مورخہ 13 جون کو مجلس انصار اللہ مکینی ریجن کی ایگزیکٹو اور سرکٹ زعماء کا ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں 26 انصار نے شرکت کی۔

تمام ریفریشر کورسز کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا اور اس کے بعد عہد دہرایا گیا۔ ہر ریفریشر کورس میں متعلقہ ضلعی عہدیداران نے صدارت کے فرائض انجام دیے۔

ان ریفریشر کورسز میں درج ذیل امور کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی گئی۔

1۔حضور انور کو ہمیشہ دعا کے خطوط لکھتے رہنا۔ اور دوران ریفریشر کورسز تمام ممبران نے اور شمولیت کرنے والوں نے حضور انور کی خدمت اقدس میں دعائیہ خطوط لکھے۔2۔ ہر تنظیم کو اپنا اپنا وعدہ یاد کروانے کی طرف توجہ دلائی اور اطفال اور ناصرات کو انکا عہد یاد کروایا۔3۔ مقام حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے بارے لیکچر دیئے اور مختصر تحریر یاد کروائی۔4۔ خلفائے احمدیت کا تعارف کروایا اور برکات خلافت پر لیکچر دیئے گئے اور حضور انور کی ایک بڑی تصویر آویزاں کی گئی۔5۔نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا گیا اور نماز کے بارے پیدا ہونے والی بدعات کی نشاندہی کی گئی۔6۔ تنظیموں کا تعارف، لائحہ عمل، دستوراساسی کا تعارف کرایا گیا۔7۔ تنظیموں کے ممبری چندہ کی ادائیگی کیطرف بھی توجہ دلائی گئی۔8۔ ماہانہ

رپورٹ بھیجنے اور مرکز سے رابطہ رکھنے کی اہمیت بیان کی گئی۔9۔ اطفال اور خدام کو ٹوپی پہننے اور مناسب لباس زیب تن کرنے کی تاکید کی۔

مبلغ سلسلہ مکینی ریجن نے تربیتی امور جیسے پنج وقتہ نماز، قرآن مجید کی تلاوت، قرآن پاک کلاسز میں حاضری، حضور انور کا خطبہ جمعہ سننا، اچھی دوستیاں اور جماعت کے رشتہ ناطہ کے نظام کو بیان کیا۔

ہر ریفریشر کورس کے اختتام پر اجتماعی دعا اور کھانے کا انتظام کیا گیا۔

کینیما ریجن

مورخہ 11 اور 12 جون کو کینیما ریجن میں ہیڈ ٹیچرز، پرنسپلز اور اساتذہ کا ایک ریفریشر کورس ہوا۔

کورس کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور ترجمہ سے ہوا جس کے بعد دعا ہوئی۔ مکرم نعیم اظہر صاحب ریجنل مبلغ کینیما نے ریفریشر کورس کروانے کا مقصد بیان کیا۔ اس دن جمعہ تھا اور تمام شاملین نے حضورِ انور ایدہ اللہ کا خطبہ ٔ جمعہ براہِ راست سنا۔جس کے بعد نمازِ جمعہ ادا کی گئی۔ نمازِ جمعہ کے بعد ہونے والے سیشن میں مکرم ڈاکٹر شیخو تامو صاحب نائب امیر نے تلاوتِ قرآنِ کریم کی اہمیت پر تقریر کی۔ دوسری تقریر وفاتِ مسیح علیہ السلام پر مولوی فواد کونے صاحب نے کی۔ اگلے دن مولوی اسحاق سلیمان نے ختمِ نبوت کے عنوان پر تقریر کی۔مولوی نعیم اظہر صاحب نے صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر تقریر کی۔ تمام مقررین نے قرآن و حدیث و واقعات کی روشنی میں سامعین کو ان علمی مضامین کے بارے میں سمجھایا۔ دعا کے ساتھ اس ریفریشر کورس کا اختتام ہوا۔ الحمد للہ یہ پروگرام ان تمام شاملین کے علم اور ایمان میں اضافے کا باعث ہوا۔

اس ریفریشر کورس کی کل حاضری 72 رہی۔

کونو ریجن

مورخہ 19 جون کو 9 جماعتوں کے اماموں کا ایک ریفریشر کورس ہوا جس میں 15 اماموں سمیت کل حاضری 32 رہی۔ ریفریشر کورس کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور ترجمہ سے ہوا۔ دورانِ ریفریشر کورس شاملین کو نماز کا طریق، نماز اور مسجد کے آداب، نمازِ جنازہ کا طریق بتایا گیا اور اس بارے میں ان کے سوالوں کے جوابات دئے گئے۔ اس کے علاوہ بدعات سے اجتناب، جماعتی روایات اور طریقہ کار، خلافتِ احمدیہ اور آمدِ امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں لیکچر ز دئے گئے۔ دعا کے ساتھ ریفریشر کورس کا اختتام ہوا۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION · Download on the App Store · Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن۔ برکینا فاسو

برکینا فاسو ریجن بانفورا جماعت کوکورو میں مسجد کا افتتاح

دشمنان احمدیت نے ہمیشہ جماعت احمدیہ کی آواز کو دبانے کی کوشش کی لیکن یہ آواز حق ہر لمحہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ پھر کئی مقامات پر جماعت کی مساجد پر قبضہ کرنے انہیں گرانے، سیل کرنے کی مذموم کوششیں ہوئیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر کے تحت جماعت احمدیہ نہ صرف ایشیا اور یورپ بلکہ افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بھی محض خدائے واحد لاشریک کی عبادت کی خاطر مساجد کی تعمیر میں ہمہ تن مصروف ہے۔

برکینافاسو مغربی افریقہ کا ایک گرم صحرائی ملک ہے۔ یہاں جماعت کا باقاعدہ قیام انیس سو اسی کی دہائی میں ہوا ہے یعنی یہ کوئی زیادہ پرانی جماعت نہیں ہے۔ لیکن یہاں کے احمدی اپنی حرارت ایمانی کا اظہار ہر روز کرتے اور آنے والے ہر دن میں ایک نئی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ دیگر قربانیوں کے ساتھ ساتھ یہاں مساجد کی تعمیر کا کام بھی مسلسل جاری ہے۔

اسی سلسلے میں بانفورا ریجن کی ایک جماعت (KOCORO) کوکورو کو اپنی مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ اس گاؤں میں احمدیت کا پیغام چند سال پہلے ہمارے معلم مکرم وودراگو یوسف Ouderaogo Iussf صاحب اور مقامی ریڈیو پر جماعت احمدیہ کی نشریات کے ذریعہ پہنچا۔ چنانچہ یہ لوگ 2006ء میں جماعت میں داخل ہو گئے۔ ابتدا ہی سے بڑے اخلاص اور وفا کے ساتھ نہ صرف جماعت اور خلافت سے وابستہ ہیں بلکہ اس میں ترقی کرتے چلے جارہے ہیں۔ اس وقت گاؤں میں احمدیوں کی تجنید اڑھائی صد کے قریب ہے۔

کوکورو (KOCORO) گاؤں میں مسجد کی تعمیر کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ چنانچہ گاؤں والوں سے مل کر مسجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا گیا۔ جمعرات 18 فروری 2021ء مسجد کا سنگ بنیاد ریجنل مبلغ بانفورا مکرم اعجاز احمد صاحب نے رکھا۔ اس موقع پر احمدی احباب اور گاؤں کے چیف سمیت دیگر معززین بھی موجود تھے۔

احباب جماعت نے مسجد کی تعمیر کا کام بہت قربانی کر کے مکمل کیا۔ اور جماعتی روایات کے مطابق وقارعمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہوئے اعلیٰ نمونے قائم کئے۔ کیا مرد، کیا عورتیں، کیا بزرگ اور کیا بچے سب نے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ اور اس کا کام پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

تعمیر کا کام تیزی سے کیا گیا اور صرف تین ماہ کی قلیل مدت میں مسجد مکمل ہوگئی۔ 28 مئی 2021ء کو مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت برکینا فاسو نے جمعۃ المبارک کی نماز کے ساتھ مسجد کا افتتاح کیا۔ نماز جمعہ سے قبل روایتی انداز میں فیتہ بھی کاٹا گیا۔ اس موقع پر گاؤں کے امام قریبی شہر کے بڑے امام بھی تشریف لائے تھے۔ مسجد کی تعمیر پر چار ملین فرانک سیفا کی رقم خرچ ہوئی ہے جبکہ ایک صد پچاس افراد اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔

28 مئی کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ یہ وہی دن ہے جب لاہور کی دو مساجد میں درجنوں احمدیوں کو جمعۃ المبارک کے روز بے دردی سے شہید کر دیا گیا تھا۔ آج اسی دن جب ''کوکورو'' کی مسجد کا افتتاح ہو رہا تھا اور علاقہ بھر کے معززین جماعت احمدیہ کی بے لوث خدمات کو سراہ رہے تھے۔ جماعت کی مسجد کو عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھ کر اسے امن کی علامت قرار دے رہے تھے۔ تو ایسے میں جہاں ان معصوم شہیدوں کی یاد دلوں کو مغموم کر رہی تھی وہاں یہ احساس بھی غالب تھا کہ ان شہیدوں کی قربانیاں ہی ہیں جو جماعت کو مزید ترقیات سے ہمکنار کرتی چلی جارہی ہیں۔ اور دور دراز علاقوں میں بھی مسیح محمدی کے نام لیوا امن و آشتی کی علامت بن کر ابھر رہے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد مقامی جماعت کی طرف سے سب مہمانوں کے لئے دعوت کا انتظام کیا گیا تھا۔ تمام شاملین نے کھانا نوش کیا اور احباب جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

روانگی سے قبل مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ اس طرح یہ بابرکت دن اپنے اختتام کو پہنچا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو اہل علاقہ کے لئے مینارہ روشنی بنادے۔ اس علاقے میں جماعت مزید ترقی کرے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

مومنوں کی دو قسم کی زندگی

''مومنوں کو دو قسم کی زندگی بسر کرنے کا حکم ہے۔ سِرّاً وَّعَلَانِیَةً بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ علانیہ کی جاویں اور اس سے یہ غرض ہے کہ تا اس کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی کریں۔ جماعت نماز اعلانیہ ہی ہے اور اس سے غرض یہی ہے کہ تا دوسروں کو تحریک ہو اور وہ بھی پڑھیں۔ اور سِرّاً اس لیے کہ یہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز ہے۔ یہاں تک بھی سِرّاً نیکی کرنے والے ہوتے ہیں کہ ایک ہاتھ سے خیرات کرے اور دوسرے کو علم نہ ہو''۔

(حضرت مسیح موعودؑ از ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 388 تا 389)

مرسلہ ناصرہ احمد۔ کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

03 اگست 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:32	18:59
مدینہ منورہ	04:25	19:04
قادیان	04:14	19:24
ربوہ	03:54	19:03
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:02	20:46